بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

کسی قوم کی اجتماعی طاقت جن عوامل سے وجود میں آتی ہے ان میں سے ایک اہم عامل اس کے اندر قانون جزا و سزا کا اجراء اور نفاذ ہے۔ اسلام اس قانون کو صرف آخرت تک محدود نہیں رکھتا ہے بلکہ اس دنیا میں بھی مسلمانوں، کو حکم دیتا ہے کہ وہ نیکی، حسن اخلاق اور حسن کارکردگی پر اپنی قوم کے افراد کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں ان خوبیوں کا صلہ بہم پہنچائیں۔ اسی طرح جرم اور برائی کی سزا کے لئے بھی اسلام نے قوانین وضع کئے ہیں۔

دنیا میں جزا و سزا کا معاملہ افراد کے ساتھ اسی طرح ہونا چاہئیے جس طرح اللہ تعالےٰ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ اب جہاں تک آخرت کی جزا و سزا کا تعلق ہے سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ صمد اور بے نیاز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ مومنوں اور نیک کردار لوگوں کا دوست ہے مگر اس دوستی کی نوعیت انسانوں کی باہمی دوستی سے مختلف ہے۔ جس میں نیک کرداری یا ایمانی کیفیت کا لحاظ کم ہی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں انسانی اعمال کے مطابق اپنے بندوں کو ان کا اجر دے گا یا انہیں سزا و عقوبت کا مستحق قرار دے گا۔ اس کا عدل بے لاگ ہے۔ مگر اس دنیا میں ہم اکثر جادہ عدل سے ہٹ جاتے ہیں اور جزا و سزا کے معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ حالانکہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اللہ کے اخلاق کی پیروی کرو) کے اصول کے مطابق اس دنیا میں بھی ہمیں جزا و سزا کے معاملہ میں کسی دوستی، رشتہ داری یا ذاتی تعلق کا لحاظ نہیں کرنا چاہئیے ورنہ سارا قانون جزا و سزا معطل ہو کر رہ جائے گا۔ معاشرہ میں بدکرداری پھیل جائے گی اور نیکوکاری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

جن قوموں نے دنیا میں عروج و ترقی کی منزلیں طے کی ہیں انہوں نے ہمیشہ محنت، قابلیت، دیانت و امانت اور حسن کارکردگی کی حوصلہ افزائی کی ہے اور ایسے اشخاص کو جو ان صفات سے متصف تھے ترقی اور انعام و کرام سے نوازا ہے۔ اس کے برعکس ان قوموں نے سستی، کاہلی، بددیانتی، نااہلی اور عدم کارکردگی کی حوصلہ شکنی کے لئے سزائیں مقرر کی ہیں اور ان صفات سے متصف افراد کو ہمیشہ معاشرہ میں ایک ادنی مقام دیا ہے۔ جن قوموں نے اس اصول پہ عمل نہیں کیا اور دوستی، رشتہ داری یا سعی و سفارش کی بنا پہ نااہل اور بددیانت افراد کو ان کی نااہلی اور بددیانتی کی سزا نہیں دی یا انہیں اہل اور دیانتدار افراد پہ انعام و کرام اور ترقی کے معاملہ میں ترجیح دی وہ ہمیشہ بین الاقوامی میدان میں پسماندہ رہیں اور قوموں کی برادری میں ہمیشہ کم مایہ سمجھی گئیں۔

جہاں تک سزاؤں کا تعلق ہے ہر قوم اپنے عدالتی نظام اور پولیس کے ذریعہ اس بات کا اہتمام کرتی ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے مگر بعض قوموں میں رشوت ستانی کا مرض عام ہوتا ہے اور مجرم اس سے فائدہ اٹھا کر اور پولیس کو رشوت دے کر سزا سے بچ جاتے ہیں۔ ایسی قوموں میں جرائم کے ارتکاب کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور بدکرداری عام ہو جاتی ہے جس سے وہ قوم ترقی کرنے کے بجائے تنزل کی طرف قدم زن ہو جاتی ہے۔

دوسری طرف نیکوکاری اور حسن کارکردگی کی حوصلہ افزائی کے لئے ترقی یافتہ قومیں اس بات کا اہتمام کرتی ہیں کہ محنت، قابلیت اور دیانت و امانت کا صلہ دینے میں کسی قسم کی سفارش، دوستی یا ذاتی تعلق کا لحاظ نہ کیا جائے اور اہل افراد کو ان کا جائز صلہ مل جائے۔ اگر دوستی، رشتہ داری، ذاتی تعلقات یا سفارش کی وجہ سے نااہل اور غیر محنتی افراد کو ان کی عدم قابلیت یا کاہلی کے باوجود کوئی سزا نہ ملے یا وہ صلہ دیا جائے جو محنتی اور قابل افراد کا حق ہے تو اس کا اثر معاشرہ پہ بہت برا پڑتا ہے۔ اور اہل افراد کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے ایسے معاشروں میں لوگ محنت کرنے یا قابلیت پیدا کرنے کی بجائے خوشامد دوڑ دھوپ سعی و سفارش اور اسی طرح کے غیر پسندیدہ طریقے استعمال کر کے ترقی کر جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کی مجموعی کارکردگی کا معیار گر جاتا ہے۔ زرعی اور صنعتی پیداوار گھٹ جاتی ہے اور بین الاقوامی میدان میں دیگر اقوام

کے مقابلہ میں اس قوم کو ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

ہمارے معاشرہ کو چونکہ اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس لئے ہمارا دینی فریضہ ہے کہ جزا و سزا کے معاملہ میں ہم بے لاگ انصاف کا اہتمام کریں اور ایسے تمام طریقوں کا مکمل انسداد کریں جن کی وجہ سے محنت ، دیانت ، یا قابلیت کو اس کا جائز صلہ ملنے میں دشواری ہو یا ہوشیار اور چالاک افراد اپنے جرم اور گناہ کی پاداش سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو جائیں ۔

محمد مظہر الدین صدیقی ۔